﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾ (القمر:١٧)

''اور ہم نے قرآن کو نصیحت کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے جو سوچے سمجھے۔''

قرآن کریم سے ہدایت
کیسے حاصل کریں......؟؟

قرآن کریم کو سمجھنے کے حوالے سے معاشرے میں پائے جانے والے سوالات اور اشکالات کا جواب قرآن کریم کی آیات مبارکہ، احادیث نبوی ﷺ، صحابہ کرامؓ کے اقوال و اعمال اور سلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں

ترتیب و تدوین

شجاع الدین شیخ

نظر ثانی

حافظ ناصر احمد و حافظ عمر

contact : 021-2620496, 0334-3301787

E-mail: hafizain_nasirumer@yahoo.com

www.livequranacademy.com

www.quranacademy.com www.tanzeem.org

کتاب کا نام : قرآن کریم سے ہدایت کیسے حاصل کریں......؟؟؟

طبع اوّل : جون 2006ء تعداد ایک ہزار

طبع دوم : اکتوبر 2006ء تعداد پانچ سو

جمع و ترتیب : شجاع الدین شیخ

نظرِ ثانی : حافظ ناصر احمد و حافظ محمد عمر

زیرِ اہتمام :

www.hamditabligh.net

قرآن کریم میں تذکّر اور تدبّر کرنے کی مثال

''اس (تذکّر اور تدبّر) کی مثال یہ ہے کہ پانی سے اس زمانے میں بھاپ حاصل کر کے مختلف کام لئے جاتے ہیں اور ریل گاڑیاں وغیرہ چلائی جاتی ہیں۔ اس طرح پانی سے صرف وہ لوگ کام لے سکتے ہیں جو سائنس سے واقف ہیں، لیکن ہر شخص چاہے وہ کیسا ہی جاہل ہو، پانی سے اپنی پیاس بجھا کر زندگی برقرار رکھ سکتا ہے......

اسی طرح مذہبی اور روحانی زندگی کو قائم رکھنے لئے جس آبِ حیات کی ضرورت ہے اس کو ہر شخص خواہ وہ جاہل ہو یا عالم، قرآن کریم کے بحرِ ذخائر سے با آسانی حاصل کر سکتا ہے۔

چونکہ ہم اس خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں کہ ہم بڑے عالم نہیں اور ہم قرآن کریم کے زیادہ نکات نہیں سمجھتے، اس لئے ہمیں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تباہ اور برباد کر دینے والی غلطی کی وجہ سے ہم قرآن کریم (کے نورِ ہدایت) سے محروم ہوتے جا رہے ہیں اور ہماری مذہبی اور روحانی حیات کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ زندگی قائم رکھنے کیلئے جس چیز کی جس قدر ضرورت ہے اس کا میسر آنا بھی اللہ تعالیٰ نے اسی نسبت سے آسان کر دیا ہے، ہوا اور پانی کس آسانی سے مل سکتے ہیں۔ اسی طرح حیاتِ ایمانی اور روحانی زندگی کی بقاء کیلئے جس تعلیم کی ضرورت ہے وہ قرآن کریم میں نہایت صاف اور روشن طریقے سے موجود ہے اور ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن تو ہم سمجھ ہی نہیں سکتے۔''

(انوار القرآن از مولوی انیسؒ)

پیش لفظ

موجودہ عالمی حالات کا اگر جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ مسلمان ذلت و رسوائی اور پستی کا شکار ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ طرح طرح کے گمراہ کن فتنے بھی سامنے آ رہے ہیں۔ کہیں جھوٹے مدعیانِ نبوت کھڑے ہو جاتے ہیں تو کہیں انکارِ حدیث کا فتنہ سامنے آتا ہے۔ کہیں روشن خیالی کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، تو کہیں اعتدال پسندی اور آزادی کے نام پر اسلامی احکامات کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔ یہی وہ حالات ہیں جس کی خبر دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا کہ :۔

''آگاہ ہو جاؤ، ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے!۔'' (حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا، یا رسول ﷺ! اس فتنے سے بچنے کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ'' اللہ کی کتاب۔ اس میں تم سے پہلی امتوں کے (سبق آموز) واقعات ہیں اور تمہارے بعد آنے والے حالات کی اس میں خبریں ہیں اور تمہارے درمیان ہونیوالے تنازعات کے فیصلے اس میں موجود ہیں۔ وہ (کتاب) فیصلہ کن کلام ہے اور کوئی مذاق مستی کی شے نہیں۔ جو جابر و سرکش اس کو چھوڑ دے گا، اللہ اس کو توڑ کر رکھ دے گا۔ اور جو کوئی ہدایت کو قرآن کے بغیر تلاش کرے گا، اس کے حصہ میں اللہ کی طرف سے گمراہی آئیگی۔ قرآن ہی اللہ کی مضبوط رسّی ہے اور محکم نصیحت نامہ ہے، اور وہی صراطِ مستقیم ہے، وہی واضح

حق ہے ، جس کی اتباع سے خیالات کجی سے محفوظ رہتے ہیں ، اور زبانیں اس میں گڑبڑ نہیں کرسکتیں اور علم والے کبھی اس کے علم سے سیر نہیں ہوں گے ، اور وہ بار بار پڑھنے سے بھی کبھی پُرانا نہیں ہوگا اور اس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوں گے ۔قرآن کی شان یہ ہے کہ جب جنوں نے اس کو سُنا تو بے اختیار بول اٹھے :

﴿ اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰناً عَجَباًo یَھۡدِیۡ اِلَی الرُّشۡدِ ط فَاٰمَنَّا بِہٖ ﴾

’’ہم نے قرآن سنا ہے جو بڑا عجیب ہے، بھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے،
پس ہم اس پر ایمان لے آئے ۔‘‘

جس نے اس قرآن کے موافق بات کہی اس نے سچی بات کہی ، اور جس نے اس قرآن پر عمل کیا اس کا اجر محفوظ ہوا، اور جس نے قرآن کے موافق فیصلہ کیا اس نے عدل وانصاف کیا، اور جس نے قرآن کی طرف دعوت دی اس کو سیدھے راستے کی ہدایت نصیب ہوگئی ‘‘ (جامع ترمذی)

مندرجہ بالا حدیث میں جس چیز کو فتنوں سے بچاؤ کا واحد ذریعہ قرار دیا گیا تھا بدقسمتی ہمارے ہاں اسی کو تھامنے کے حوالے سے مختلف ابہام اور اشکالات پیدا کردیئے گئے ہیں اور پورا معاشرہ اس حوالے سے افراط وتفریط کا شکار ہوگیا ہے اور لوگوں کے ذہنوں میں ایسے سوالات نے جنم لے لیا ہے جس کی وجہ سے قرآن جو کہ کتابِ ہدایت تھی وہ تضادات کا مجموعہ بن کر رہ گئی ہے ۔ چناچہ کہیں کوئی سوال کرتا ہے کہ:۔

☆ کیا عام آدمی کے ذمہ صرف قرآن کی تلاوت کرنا ہے......؟؟

☆ کیا قرآن سے ایک عام آدمی نصیحت حاصل نہیں کرسکتا ہے......؟؟

☆ کیا ایک عام آدمی اس کو ہدایت کی نیت سے پڑھے گا تو وہ گمراہ ہوجائے گا۔۔؟

☆ کیا ایک عام آدمی قرآن کریم کو ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ خود نہیں پڑھ سکتا۔۔؟؟

کہیں کوئی یہ کہتا ہے کہ:۔

☆ کیا قرآن کا بنیادی پیغام (Message) سمجھنے کے لیے بہت سارے علوم کا جاننا ضروری ہے......؟؟

☆ کیا قرآن صرف علماء اکرام کے پڑھنے اور سمجھنے کی کتاب ہے......؟؟

☆ کیا قرآن کی دعوت اور اس کے بنیادی پیغام کو پہچانے کی ذمہ داری صرف علماء پر عائد ہوتی ہے......؟؟

کہیں کوئی یہ سوال کرتا ہے کہ:۔

☆ کیا عام آدمی قرآن میں بیان کردہ احکامات سے مسائل کو استنباط کرسکتا ہے......؟

یہ ہیں وہ سوالات اور اشکالات ،جن کو قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ، رسول ﷺ کی احادیث ،صحابہ کرامؓ کے اقوال و اعمال اور سلفِ صالحین وعلماء کرام کے ارشادات کی روشنی میں دور کرنے اور اس حوالے سے صحیح طرزِ عمل کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس صحیح طرزِ عمل کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

" قرآن کریم ، سب کیلئے کتاب ھدایت "

قرآن کی اھمیت و فضیلت :۔

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ﴾ (سورة الحشر : ۲۱)

" اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا ۔"

اس آیت کو قرآن کریم کے ایک اور مقام سے سمجھا جا سکتا ہے ۔۔

﴿ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ﴾ (سورۃالاعراف : ۱۴۳)

'' (موسیٰ علیہ السلام) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھے کرا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں۔ ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھ کو دیکھ سکو گے۔ پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر پڑے ۔ ''

ہم یہ بات جانتے ہیں کہ کلام متکلم کی صفت ہوتا ہے اور یہ قرآن اللہ کا کلام ہے گویا یہ اللہ کی صفت ہے یعنی اس کلام کی بھی وہی تاثیر ہے جو ذات باری تعالیٰ کی ہے ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس قرآن کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

﴿ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ ﴾ (جامع ترمذی و دارمی)

''یہ قرآن ہی اللہ کی مضبوط رسّی ہے''

﴿اَلْقُرْاٰنُ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُوْدُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ﴾

(ابن مسعودؓ)

'' قرآن ہی اللہ کی وہ رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک تنی ہوئی ہے۔''

'' فَاِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ طَرَفُهٗ بِيَدِ اللّٰهِ وَطَرَفُهٗ بِاَيْدِيْكُمْ فَتَمَسَّكُوْا بِهٖ فَاِنَّكُمْ لَنْ تَهْلِكُوْا وَلَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا '' (طبرانی کبیر)

''بس قرآن کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ایک سرا تمہارے ہاتھ میں۔ پس اگر تم نے اسے تھامے رکھا تو تم اس کے بعد نہ کبھی ہلاک ہوگے اور نہ کبھی گمراہ۔''

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ :۔

''وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا وَهُوَ كِتَابُ اللّٰهِ '' (صحیح مسلم)

''میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں جس کے ساتھ اگر مضبوطی سے چمٹے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، وہ چیز ہے کتاب اللہ۔''

'' يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَفْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ''

(راوہ البیھقی فی شعب الا یمان)

''اے قرآن والو! قرآن کو اپنی (خواہشات کا) تکیہ نہ بنا لینا بلکہ اس کی آیات کی صبح و شام تلاوت کرو، اس کو پھیلاؤ، اس کو اپنی آواز سے مزین کرو اور اس میں غور و فکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کو تھامے رکھنا ہی راہ ہدایت پر چلنے کیلئے ضروری ہے۔اس کو چھوڑ کر ہم جس چیز کو بھی اختیار کریں گے وہ ہمیں گمراہی کے اندھیرے میں پھینک دے گی۔آیئے اب ہم ازروئے قرآن ''قرآن کا مقصدِ نزول'' سمجھتے ہیں۔

قرآن کا مقصد نزول

﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْهِ ذِکْرُکُمْ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (الانبیآء: ۱۰)

'' ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا اپنا تذکرہ ونصیحت ہے کیا تم نہیں سمجھتے؟ ''

﴿وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ﴾

(سورۃ الحشر: ۲۱)

'' اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔''

﴿کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ لِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

(صٓ: ۲۹)

'' یہ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بڑی بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہلِ عقل نصیحت حاصل کریں۔''

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ لا وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (سورۃ یونس: ۵۷)

''لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور مومنوں کیلئے ہدایت اور رحمت آ پہنچی ہے۔''

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۲)

'' اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کیلئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔''

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ﴾ (البقرۃ: ۱۸۵)

'' رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور جس میں لوگوں کیلئے ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور جو حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے۔''

﴿کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ﴾

(سورۃ ابرھیم: ۱)

'' یہ ایک (پرنور) کتاب ہے اس کو ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں''

﴿تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾

(سورۃ الفرقان: ۱)

'' وہ اللہ بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کو خبردار کرے۔''

﴿وَهٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(سورۃ الاعراف: ۱۵۵)

'' یہ کتاب بھی ہم نے ہی اتاری ہے، جو بڑی برکت والی ہے۔ تو اس کی پیروی کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر مہربانی کی جائے۔''

ان تمام آیات سے واضح ہوتا ہے کی یہ کتاب انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اورحق و باطل کا فرق واضح کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کرحق کی روشنی کی طرف لیجانے والی ہے اور دلوں کی بیماریوں، روح کو کمزوراور بیمار کرنے والی برائیوں کیلئے شفاء ہے۔

قرآن کریم اور ھمارا طرز عمل

قرآن کریم کی تو یہ شانِ مبارکہ ہے لیکن ہمارے ہاں اس حوالے سے مختلف رویے اورشکوک پائے جاتے ہیں:

☆ ایک گروہ ہمارے ہاں وہ ہے جو کہ قرآن کو معاذ اللہ ''اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ' (پچھلوں کی کہانیاں) سمجھتا ہے، کہ موجودہ ترقی یافتہ اور تہذیب یافتہ (Civilized) دور میں یہ قابل عمل نہیں آج کے دور کے جدید تقاضے ہیں ! نئ (Values) ہیں ۔اس کے لئے جدید قوانین اوراصولوں کی ضرورت ہے یہ نظریہ رکھنے والوں کے بارے میں قرآن کریم کہتا ہے کہ :

﴿ وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ
وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴾ (الِ عمران : ۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔''

☆ دوسرے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو قرآن کو صرف حصول ثواب یا ایصال ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور تیجــــہ، چالیسواں ، برسی اور جاں کنی کے وقت پڑھ لیتے ہیں یا صرف جھاڑ پھونک کے لئے استعمال کرتے ہیں، اور انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو زیادہ سے زیادہ الفاظ کے اتار چڑھاؤ اور اسکی ادائیگی پر توجہ دیتے ہیں ۔لیکن اس میں لکھا کیا ہے......؟؟ وہ اسے معلوم کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

اسی حوالے سے ''زاد المعاد ''میں ہے کہ :

'' قرآن اس لئے نازل ہوا تا کہ اس پر عمل کیا جائے ،مگر لوگوں نے اس کی تلاوت ہی کو ایک مستقل عمل بنا لیا۔ چنانچہ گزشتہ طبقات میں اہل قرآن صرف وہ ہی سمجھے جاتے تھے جو قرآن کے عالم اور عامل تھے، اگرچہ ان کو زبانی حفظ بھی نہ ہوتا تھا، لیکن جس نے قرآن کو یاد کیا اور اس کے مطالب نہ سمجھے، نہ ان پر عمل کیا تو وہ '' اہل قرآن '' میں سے نہیں، اگرچہ اس کے حروف کو تیر کی طرح اِس نے سیدھا کر لیا ہو۔ محض تلاوت جو کہ فہم اور تدبر سے خالی ہو اس کو تو ہر نیک و بد، مومن و منافق کرسکتا ہے۔ چنانچہ رسول ﷺ نے فرمایا:۔

'' جو منافق قرآن کو پڑھتا ہے اس کی مثال ریحان کی سی ہے کہ اس کی بُو عمدہ اور مزہ کڑوہ ہوتا ہے ''

(زاد المعادفی الھدی خیر العباد ۔علاّمہ ابن قیّمؒ)

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ:۔

﴿ لَا خَيۡرَ فِىۡ قِرَاءَ ةِ الۡقُرۡاٰنِ لَيۡسَ فِيۡهَاتَدَبُّرٌ ﴾

''اُس قرآن کریم کے پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں جس میں غور فکر نہ ہو۔''

اسی طرح " زادالمعاد " میں ہے:

'' ایک آدمی نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ میں قرآن بہت تیز پڑھنے والا ہوں، بعض اوقات ایک رات میں ایک یا دو مرتبہ قرآن شریف ختم کر دیتا ہوں۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ مجھے ایسے قرآن سے ایک سورۃ پڑھنا بہتر معلوم ہوتا ہے''

☆ تیسرے گروہ میں شامل وہ دیندار ہیں، جن کو نہ جانے کہاں سے یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ قرآن صرف علماء کے پڑھنے کی اور سمجھنے کی کتاب ہے، ہمارا کام تو صرف اس کی خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا ہے اور بطور '' وظیفہ'' پڑھنا ہے۔

اسی کیفیت کے بارے میں **مولانا منظور نعمانی** ؒ فرماتے ہیں کہ :۔

'' کچھ ایسے نیک لوگ موجود ہیں، جو حصولِ ثواب و برکت کی خاطر روزانہ قرآن مجید کے پارہ دو پارہ تلاوت تو کرتے ہیں مگر بے چارے اس کے مطلب ومقصد سے قطعاً نا آشنا ہیں۔ اگر چہ اس دور میں اب بہت سے ترجمے اور تفسیریں لکھی جا چکی ہیں اور ایک اردو سمجھنے والا ان کی مدد سے بھی قرآن کریم کے مطلب ومقصد کو اچھی خاصی حد تک سمجھ سکتا ہے، لیکن ان بے چاروں کے ذہن میں کبھی یہ خیال ہی نہیں آتا کہ قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرنا اور اپنی عملی زندگی کیلئے اس سے ہدایت لینا بھی کوئی بہت ضروری بات ہے۔''

☆ اس کے علاوہ ایک گروہ وہ بھی ہے کہ جو دین کی حفاظت کے علم بردار ہیں لیکن انہوں نے قرآن کو صرف علمی موشگافیوں اور فقہی مسائل کی کتاب بنا دیا ہے۔ کہیں صرف و نحو پر رات دن بحثیں ہیں تو کہیں قرآن سے صرف اُن ہی مسائل کی دلیلیں نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، جو انکے مسلک کے حق میں کسی نہ کسی طرح آجائیں۔ **شاہ ولی اللہ** ؒ اپنی کتاب '' **تفہیمات الٰہیہ** '' میں ان لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

'' اور میں طالب علموں سے کہتا ہوں کہ اے بیوقوفو! جو خود کو علماء کا خطاب دیتے ہو۔ تم یونانیوں کے علوم میں مشغول ہوگئے اور صرف ونحو میں پھنس گئے ہو اور تمہارا خیال ہے کہ یہ ہی حقیقی علم ہے ؟''

☆ اس طرح '' **ندوۃ العلماء** '' کے فارغ التحصیل '' **مولانا مجیب اللہ ندوی** '' کہتے ہیں کہ :

'' یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں اور ہماری دینی درسگاہوں میں قرآن پاک کی تعلیم کو وہ بنیادی حیثیت حاصل نہیں ہے جو اس کی عظمت کا تقاضا ہے بلکہ ان میں دوسرے علوم نے زیادہ بنیادی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ قرآن پاک کے لئے مشکل سے روزانہ ایک گھنٹہ وقت دیا جاتا ہے، وہ بھی سات سالہ مدت میں ایک سال یا دو سال، جب کہ دوسرے علوم کئی کئی سال اور کئی کئی گھنٹے پڑھائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان درسگاہوں کے فضلاء سے بات کیجئے تو وہ مختلف فنون سے اپنی دلچسپی کا اظہار کریں گے مگر ہزار میں ایک طالب علم بھی قرآن پاک سے کسی خاص شغف کا اظہار کرتا نظر نہیں آئے گا حتیٰ کہ ہم نے کسی نئے فاضل کے پاس قرآن پاک کا اپنا ذاتی نسخہ نہیں دیکھا جس کو اپنی تلاوت میں برابر رکھتا ہو یا اس پر کوئی نوٹ لکھتا ہوا الا ماشاء اللہ۔ اس وقت دارالحدیث اور دارالافتا بنانے کا جتنا زور و شور دکھائی دیتا ہے، دارالقرآن یا **دارالتفسیر** بنانے کے سلسلہ میں اتنی ہی سرد مہری دکھائی دیتی ہے۔ قرآن پاک کے لئے ہماری درس گاہوں نے صرف درجہ حفظ کو کافی سمجھ لیا ہے یا جلالین کے دورہ کو یا قرآن پاک کی کچھ منتخب سورتوں کے پڑھانے کو مگر اس کو بنیاد بنا کر سارے علوم اس کی روشنی میں پڑھائے جائیں اور قلب و دماغ پر اس کے مضامین چھائے رہیں ایسا بہت کم ہوتا ہے۔''

(اسلامی فقہ ، مولانا مجیب اللہ ندوی)

اسی کے ساتھ جہاں تک تعلق ہے قرآن کا کتاب ہدایت ہونے اوراس کے ذریعے اپنی اور لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی لانے کا، اس کام سے اس گروہ کو کوئی سروکار نہیں۔ معاشرے میں ظالمانہ نظام رائج ہے، لوگ گمراہیوں کے اندھیروں میں جا رہے ہیں، لوگوں کا ایمان خطرے میں ہے لیکن وہ صرف اپنی بڑائی اور صرف اپنے مسلک کی برتری ثابت کرنے میں لگے رہتے ہیں اور جو ذمہ داری قرآن نے ان کے اوپر لگائی ہے کہ اللہ کے دین کو لوگوں کے سامنے واضح کریں اور معاشرے میں اس کو قائم کریں، اس پر ان کی توجہ نہیں۔

گویا قرآن کے مقصدِ نزول کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، جو کہ بحیثیت مسلمان ایک جرمِ عظیم ہے۔ اس چیز پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے شیخ الھند مولانا محمود الحسنؒ نے فرمایا کہ:۔

’’بہت سے نیک بندے ہیں جن کے چہرے ذکر اللہ کی روشنی اور نماز کے نور سے روشن ہیں لیکن جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدارا جلد اٹھو اور اس امت موعود کو کفار کے نرغے سے بچاؤ تو ان کے دل پر چند ناپاک ہستیوں اور ان کے سامانِ حرب وضرب کا خوف طاری ہوجاتا ہے‘‘

(جامعہ ملیہ اسلامیہ، علی گڑھ انڈیا۔ ۱۹۲۰ء)

قرآن کریم کے مقصد نزول پر عمل کیسے کریں ؟

اب سوال یہ ہے قرآن کے مقصدِ نزول پر عمل کیسے کریں ؟ قرآن کے مقصدِ نزول پر عمل کرنے کے لئے لازمی ہے کہ مندرجہ ذیل باتوں کا اہتمام کیا جائے :

(۱) قرآن کو کتابِ ہدایت ماننا

(۲) صحیح تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کو سمجھنے کا اہتمام کرنا

(۳) قرآن کی دعوت کو دوسروں تک پہنچانا

(۱)قرآن کو کتابِ ھدایت ماننا :

قران کریم پر عمل کرنے کے لئے لازمی ہے کہ سب سے پہلے اس کتاب کو کتاب ہدایت سمجھنا، کہ یہ ہماری ہدایت کے لئے نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ﴾ (سورۃالنسآء :۱۳۶)

’’ مومنو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور جو کتاب اُس نے اپنے پیغمبر پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ‘‘

﴿ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾ (الانبیآء : ۱۰)

’’ہم نے تمھاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے، جس میں تمھارا اپنا ذکر موجود ہے پھر تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے ؟ ‘‘

☆ گویا یہ قرآن ایک’’ آئینہ ‘‘ کی مانند ہے اور آئینہ کا کام کیا ہوتا ہے؟ اس کی وضاحت اس آیت کی تشریح میں مولانا ابو الحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں کہ:۔

’’ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ قرآن ایک صاف، شفاف، سچا، وفادار اور دیانت دار

"آئینہ" ہے، جس میں ہر شخص اپنے خدوخال دیکھ سکتا ہے، معاشرہ میں اپنا مقام پہچان سکتا ہے اور اللہ کے نزدیک اپنا مرتبہ معلوم کر سکتا ہے، کیونکہ قرآن انسانوں کے اخلاق وصفات بیان کرتا ہے، اور اس میں انسانیت کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہر طرح کے نمونہ کی تصویریں موجود ہیں۔" (از دریائے کابل سے دریائے یرموک تک)

اس بات کو اللہ کے رسول ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ :۔

"اس میں تم سے پچھلے لوگوں کے حالات مذکور ہیں اور آنے والے حالات کی خبریں موجود ہیں اور تمہارے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات کے فیصلے موجود ہیں۔"

(جامع ترمذی)

(۲) تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کو سمجھنے کا اہتمام :

قرآن کریم کے مقصدِ نزول پر عمل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ صبح وشام اس کی تلاوت کی جائے اور وہ بھی تجوید وخوش الحانی کے ساتھ، جیسا کہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ :۔

"زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ" (ابو داؤد)

"قرآن کو مزین کرو اپنی آوازوں سے۔"

"وہ آدمی ہم میں سے نہیں جو قرآن کو صحیح انداز میں نہیں پڑتا۔" (ابو داؤد)

اور اس تلاوت کا از روئے قرآن اصل حاصل کیا ہونا چاہیے......؟؟؟

﴿وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾ (الانفال : ۲)

"جب انہیں اُس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔"

اسی بات کو رسول ﷺ نے فرمایا کہ :

"دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے، جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے"

لوگوں نے کہا "یا رسول ﷺ پھر ان کو صاف کس طرح کیا جائے"؟

آپ ﷺ نے فرمایا "موت کو زیادہ یاد کیا کرو اور قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کیا کرو۔" (بیہقی)

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ تلاوت کے لغوی معنی "پیچھے آنا" ہے۔

قرآن کریم کو سمجھنے کی اہمیت کے حوالے سے رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ :۔

"قرآن کریم کی ایک آیت کا سمجھنا سو رکعت نماز نفل سے افضل ہے۔" (ابن ماجہ)

اسی طرح فرمایا کہ :۔ "وَتَدَبَّرُوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" (بیہقی)

"اس میں غور وفکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کس طرح اس قرآن سے استفادہ کرتے تھے :۔

☆ "رسول ﷺ ایک سورت کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، یہاں تک کہ ایک سورت اپنے سے بڑی سورت سے بڑی ہو جاتی تھی اور بعض دفعہ ایک ہی آیت پر ٹھہر جاتے تھے اور اس کو بار بار صبح تک پڑھتے رہتے تھے۔"

(زاد المعاد)

☆ "آہستہ آہستہ قرآن پڑھنا اور غور کرنا جس میں قرآن اگرچہ تھوڑا پڑھا جائے اس سے بہتر ہے کہ جلدی جلدی پڑھا جائے، کیونکہ پڑھنے سے مقصود سمجھنا ہے اور غور کرنا ہے، تا کہ اس پر عمل ہو سکے، اور اس کا پڑھنا اور یاد رکھنا اس کے معنی تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔" (ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ)

☆ ''قرآن کریم کے عجائب پر ٹھر جاؤ اور ان سے دلوں کو حرکت دو اور کوشش نہ ہو کہ خوامخواہ آخر سورۃ تک پہنچ جاؤ۔''

(ابن مسعودؓ از احیاء علوم الدین امام غزالیؒ)

☆ ''حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ'' اگر میں سورۃ البقرۃ اور آلِ عمران ٹھہر ٹھہر کر پڑھوں اور ان کو سمجھتا جاؤں تو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ سب قرآن کو جلد جلد پڑھ جاؤں۔''

☆ ''اور فرماتے ہیں کہ'' میں اگر سورۃ الزلزال اور سورۃ القارعۃ سمجھ کر پڑھوں تو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ سورۃ البقرۃ اور آل عمران کو بہت تیزی سے پڑھ جاؤں''

☆ حضرت حذیفہؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہیں کہ :۔

''جب اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی وفات کے بعد اپنی امت کے اختلاف اور انتشار کی خبر دی تو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا، یارسول ﷺ اگر میں اس وقت کو پاؤں تو آپ مجھ کو کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ'' کلام اللہ کو سیکھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا کہ نجات کی صورت یہی ہے۔'' وہ کہتے ہیں میں نے تین مرتبہ سوال کیا جواب میں آپ ﷺ نے یہی بات ارشاد فرمائی۔ (ابو دائود۔نسائی)

☆ تورات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

''اے میرے بندے! تجھے شرم نہیں آتی اگر تو راہ میں ہوتا ہے اور کسی تیرے بھائی کا خط آتا ہے تو راہ سے کنارہ ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور خط کا ایک ایک حرف پڑھتا ہے کہ اس میں سے کوئی مطلب تجھ سے نہیں رہتا......اور میں نے جو تجھ پر اپنی کتاب

اتاری کہ تو دیکھ تیرے لئے کیسے ہدایت کو واضح کیا اور کس طرح ایک ایک بات کو کئی کئی دفعہ ذکر کیا، اس لئے کہ تو اس کے طول اور عرض کو سمجھے گا، مگر تو اس سے روگردانی کرتا ہے۔ بھلا میں تیرے نزدیک تیرے بھائی سے بھی گیا گزرا ہوں کہ تو اس کے خط کو غور سے پڑھے اور میری کتاب سے بے پرواہی کرے......''

''اے میرے بندے! اگر کوئی تیرا بھائی تیرے پاس آن کر بیٹھتا ہے تو تُو پوری توجہ اور التفات کے ساتھ اسکی گفتگو سنتا ہے اور اگر اس دوران کوئی بول اٹھتا ہے یا اور کوئی کام تجھ کو پیش آتا ہے تو اس وقت اس کو تو اشارہ کرتا ہے کہ ٹھہرو...... اور میں تیری طرف کیوں متوجہ ہوں اور کیوں تجھ سے باتیں کرتا رہوں جبکہ تو اپنے دل میں میری طرف سے روگردانی کرے! کیا میری قدر تو اپنے نزدیک اپنے بھائی کے برابر بھی نہیں کرتا ہے''

(انوار القرآن از مولوی انیسؒ)

قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے دراصل اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے نام ایک خط اور پیغام ہے۔ جس میں ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کن چیزوں کے کرنے سے راضی ہوتا ہے اور کون سے اعمال ہے جو ناپسندیدہ ہیں کہ جن کے کرنے سے وہ ناراض ہوتا ہے، کن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور کن کاموں کے کرنے سے روکا ہے۔ یہ تمام ہدایات قرآن کریم میں نہایت واضح اور کھلی ہوئی ہیں لیکن ان باتوں پر عمل کرنے کے لئے اس کو سمجھنا ضروری ہے۔

☆ قرآن سے استفادے یا سمجھنے کے دو درجے ھیں :۔

(i) تذکّر

(ii) تدبّر

" تذکّر"

☆اس کے معنی ہیں کہ " نصیحت ، یاددہانی ،سبق حاصل کرنا " اس لحاظ سے قرآن کریم دنیا کی آسان ترین کتاب ہے، یہ دعویٰ کسی انسان کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ خود اس کا اعلان کررہے ہیں :۔

﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾ (سورةالقمر : ١٧)

" اورہم نے قرآن کو یقیناً سمجھنے کے لئے آسان کردیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ "

﴿ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴾

(الزمر : ٢٧)

"اورہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

چنانچہ اس تذکر کے حوالے سے سب سے پہلے انسان کو کچھ واقفیت عربی زبان سے حاصل کرنی چاہیے تا کہ جو کچھ نماز میں پڑھا جارہا ہو یا خود تلاوت کر رہا ہو، وہ سمجھ میں آئے ،اس لئے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ:۔

" آدمی کو نماز میں اِتنا ہی ملتا ہے، جتنا کہ اس کو سمجھ آتا ہے "

(باب الصلوة سیرةالنبی جلد نمبر 5 از سید سلیمان ندویؒ)

اوراسی بات کی طرف قرآن خود اشارہ کرتا ہے:۔

﴿ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴾ (الدخان : ٥٨)

" ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں آسان کردیا ہے تا کہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں۔"

﴿فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا﴾

(مریم : ٩٧)

" (اے پیغمبر!) ہم نے یہ (قرآن) تمہاری زبان میں آسان (نازل) کیا ہے تا کہ تم اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری پہنچادو اور جھگڑالوؤں کو ڈر سنادو۔"

☆ اسی چیز کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے مولانا منظور نعمانیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

" آپ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ آج ہی سے اپنا رویہ تبدیل کردیجئے، وہ اس طرح کہ اگر آپ اللہ کے فضل سے قرآن کریم کے بقدر عربی جانتے ہیں تو اب ہدایت ونصیحت حاصل کرنے کے ارادہ سے اس کو سمجھ سمجھ کر پڑھنے کی عادت ڈالئے ! اور اگر آپ اتنی عربی نہیں جانتے تو پھر کسی عربی جاننے والے کی مدد سے اتنی عربی سیکھ لیجئے اور یقین کیجئے کہ اگر اس راہ میں آپکو کوئی اچھا رہنما مل گیا تو بس دوتین مہینے کی معمولی محنت سے آپ قرآن فہمی کی ضرورت کے بقدر عربی سیکھ لیں گے اور جو کمی رہ جائے گی وہ انشاءاللہ قرآن پاک کے مطالعہ سے یوں ہی پوری ہوتی رہے گی۔"

(اقتباس از "اگر رسول ﷺ اس زمانے میں ہوتے "۔ماھنامه تدریس القرآن)

اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ اور تفاسیر کا مطالعہ بغرض تذکر کرے، نہ کہ بغرض استنباطِ احکام ۔اسی بات کو دارالعلوم کراچی کے بانی **مفتی محمد شفیعؒ** سورۃ القمر کی آیت ۱۷ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:۔

" قرآن نے اپنے مضامینِ عبرت ونصیحت کو ایسا آسان کر کے بیان کیا ہے جس طرح بڑے سے بڑا عالم وماہر، فلسفی اور حکیم اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اسی طرح

ہر عامی جاہل جس کو علوم سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ بھی عبرت ونصیحت کے مضامینِ قرآنی کو سمجھ کر اس سے متاثر ہوتا ہے۔اس آیت میں یَسَّرْنَا کے ساتھ لِلذِّکْرِ کی قید لگا کر یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ قرآن کو حفظ کرنے اور اس کے مضامین سے عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کی حد تک اس کو آسان کر دیا ہے، جس سے ہر عالم و جاہل، چھوٹا اور بڑا یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن کریم سے مسائل اور احکام کا استنباط بھی ایسا ہی آسان ہو، وہ اپنی جگہ مستقل اور مشکل فن ہے جس میں عمریں صرف کرنے والے علماء راسخین کو ہی حصہ ملتا ہے، ہر ایک کا میدان نہیں۔''

(معارف القرآن جلد ۸،صفحہ ۲۳۰)

اسی طرح روزانہ تلاوت اور ترجمہ وتفسیر پڑھنے کو معمول بنائیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس پیغام کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھیں بلکہ اپنے ارد گرد بھی پھیلانے کی کوشش کریں کیوں کہ یہ ترجمہ اور تفاسیر صرف علماء کے لئے نہیں لکھی گئی بلکہ ایک عام آدمی جو کہ قرآن کریم کی زبان نہیں جانتا، اس تک قرآن کا بنیادی پیغام پہنچانے کیلئے کی گئی ہیں۔

☆**شاہ ولی اللہ محدث دھلوی** ؒ نے دنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے قرآن کریم کا ترجمہ کیا ان کے پیش نظر یہی مقصد تھا کہ ایک عام آدمی تک قرآن کا بنیادی پیغام پہنچ جائے۔وہ کہتے ہیں کہ:۔

''مسلمانوں کو چاہیے کہ فرصت کے وقت حلقہ حلقہ ہو کر بیٹھیں اور جو شخص قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ سکے اور تھوڑی سی بھی تفسیر جانتا ہو یا کسی کے سامنے ترجمہ پڑھ چکا ہو وہ جس قدر وقت ملے قرآن کریم کو ترجمے کے ساتھ اچھی طرح پڑھے تاکہ سب سنیں اور قرآن کے مطالب کو سمجھیں۔اور اسی طرح صحابہ کرامؓ سے

مشابہت پیدا کریں جو حلقہ حلقہ ہو کر تشریف رکھتے تھے اور قرآن سنتے تھے۔ فرق اس قدر رہے کہ وہ بوجہ مادری زبان ہونے کے قرآن خود سمجھتے تھے اور یہاں کے مسلمان ترجمہ (کے ذریعے) سمجھیں گے۔''

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ:۔

''پس کیسا اسلام اس شخص کا جو قرآن کریم کو نہ سمجھے اور کیسی حلاوت اس کے پاس ہے کہ اللہ کے کلام کو نہ جانے۔قرآن اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے نازل فرمایا ہے کہ اللہ کی مرضی اور نامرضی کو پہچانیں اور نفس کے مکر اور بُرے اعمال کی تاریکیوں اور خراب اخلاق سے نجات حاصل کریں۔''

(کتاب '' فتح الرحمٰن از شاہ ولی اللہؒ '')

اسی حوالے سے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزند '' **شاہ عبد القادر**ؒ '' بھی سب سے پہلے قرآن کریم کا اردو میں ترجمہ کرنے والے ہیں۔وہ دیباچہ اس کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

''اللہ کے کلام میں جو ہدایت موجود ہے وہ دوسروں کے کلام میں نہیں۔پر اس کا کلام عربی زبان میں ہے اور ہندوستان (کے عوام) کو اس کا ادراک محال ہے۔اس لئے بندہ عاجز کو خیال آیا کہ جس طرح ہمارے والد بزرگوار حضرت شیخ ولی اللہ بن عبد الرحمٰن دہلویؒ فارسی زبان میں ترجمہ سہل اور آسان کر گئے ویسے ہی اب ہندی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرے۔''

(موضح القرآن)

☆مولانا تقی عثمانی اپنے والدمحترم کی تفسیر ''معارف القرآن'' کے مقدّمہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

'' قرآن اس جہاں میں وہ نعمت بے بہا ہے کہ سارا جہاں آسمان وزمین اوران میں پیدا ہونے والی مخلوقات اس کا بدل نہیں بن سکتی۔انسان کی سب سے بڑی سعادت اورخوش نصیبی اپنی مقدور بھرقرآن کریم میں اشتغال (مصروفیت) اوراس کوحاصل کرنا ہے،اورسب سے بڑی شقاوت اور بدنصیبی اس سے اعراض اوراسے چھوڑنا ہے، اس لئے ہرمسلمان کواس کی فکرتو فرض عین اورضروری ہے کہ قرآن کوصحت لفظی کے ساتھ پڑھنے اوراولادکوپڑھانے کی کوشش کرے،اورپھر جس قدرممکن ہواس کے معانی اوراحکام کوسمجھنےاوراُن پرعمل کرنے کی فکرمیں لگارہے، اوراس کواپنی عمربھرکاوظیفہ بنائے اوراپنے حوصلے اورہمت کے مطابق اس کاجوحصہ بھی نصیب ہوجائےاُس کواس جہان کی سب سے بڑی نعمت سمجھے۔''

لیکن کس قدرافسوس کی بات ہے ہمارے معاشرے میں لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ ہم قرآن کو بالکل نہیں سمجھ سکتے ،اس کے سمجھنے کے لئے بہت سے علوم وفنون حاصل کرنے کی ضرورت ہے اوراس کے بنیادی پیغام کوسمجھنے کیلئے عالم ہونا ضروری ہے۔ چنا چہ '' **شاہ اسماعیل شہیدؒ** '' نے اپنی کتاب'' **تقویۃ الایمان** '' کےصفحہ 3میں اس بات کوسختی سے رَد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

''اس زمانے میں دین کی بات میں لوگ نہ جانے کتنی راہیں چلتے ہیں،کوئی پچھلوں کی رسموں کوپکڑتے ہیں،کوئی صرف قصّے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اورمولویوں کی باتوں کوہی جوانہوں نے اپنی ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں،سَند پکڑتے ہیں۔

اور یہ جوعوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ (اوراس کے) رسول ﷺ کا کلام سمجھنا مشکل ہے،اس کے لئے بہت علم چاہیے،ہم کووہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں......وراس راہ پرچلنا بزرگوں کا کام ہے۔سوہماری کیاطاقت ہے کہ اس کے موافق چلیں، بلکہ ہمیں یہی باتیں کفایت کرتیں ہیں......

سو یہ بات غلط ہے،اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں بیان کی گئی باتیں بالکل واضح ہیں،ان کا سمجھنا مشکل نہیں اوراللہ اوراس کے رسول ﷺ کے کلام کوسمجھنے کیلئے بہت علم کی ضرورت نہیں کہ رسول ﷺ تو نادانوں کوراہ بتانے اورجاہلوں کوسمجھانے اوربےعلموں کوعلم سکھانے آئے تھے۔

﴿ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ۗ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴾

(الجمعہ۔۲)

'' وہی تو ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے (محمد ﷺ کو) پیغمبر بنا کربھیجا جوان کے سامنے اس (قرآن) کی آیتیں پڑھتے اوران کو پاک کرتے اور(اللہ کی) کتاب اوردانائی سکھاتے ہیں اوراس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔''

سوجوکوئی یہ آیت سن کر کہنے لگے کہ رسول ﷺ کی بات کوسوائے عالموں کے کوئی اورنہیں سمجھ سکتا اوران کی راہ پرسوائے بزرگوں کے کوئی اورنہیں چل سکتا......تواس نے (یہ کہہ کر) اس آیت کا انکار کیا۔اس بات کی ایک مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی بہت بڑا حکیم ہواورایک بہت بیمار، پھرکوئی شخص اس بیمار سے کہے کہ فلاں حکیم کے پاس جاؤاور

اس سے علاج کراؤ......اس کے جواب میں وہ بیمار کہے کہ اس حکیم سے علاج کروانا تو بڑے بڑے تندرستوں کا کام ہے، مجھ سے یہ کیونکر ہوسکتا ہے، میں تو سخت بیمار ہوں......پس وہ بیمار احمق ہے اور الحکیم کی حکمت سے انکار کرتا ہے......اس لیے کہ حکیم تو بیماروں ہی کے علاج کے لئے ہے۔ جو حکیم صرف صحت مندوں کا علاج کرے اور انہی اس کی دوا سے فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کا ہے کا ہے ‘‘ (تقویۃ الایمان)

اسی غلط فہمی پر **مولانا منظور نعمانیؒ** افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

’’ ہمارا برتاؤ اس قرآن کے ساتھ کیا ہے؟ کتنے ہیں ہم میں سے جو اس کو کتاب ہدایت سمجھتے ہیں؟ کتنے ہیں جو کسی اردو ترجمہ یا تفسیر کی روشنی میں یا درس قرآن کے کسی حلقہ میں شریک ہو کر ہی اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے لئے اپنے وقت کا کچھ حصہ صرف کرتے ہیں......؟؟

(اقتباس از ”اگر رسول ﷺ اس زمانے میں ہوتے “ ۔ماھنامہ تدریس القرآن)

☆ حضرت **شیخ الھند محمود الحسنؒ** جب مالٹا سے کالے پانی کی سزا پانے کے بعد جب ہندوستان واپس تشریف لائے تو امت کے زوال سے نکلنے کا طریقہ تجویز فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

’’ میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا ہے کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی لحاظ سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا، دوسرے ان کے آپس کے اختلافات

اور خانہ جنگی، اس لئے میں وہیں سے یہ عزم لیکر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر بستی بستی میں قائم کئے جائیں۔ بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے، اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔‘‘

مفتی شفیعؒ کے بقول:

’’اگر غور کیا جائے تو مسلمانوں کے آپس کے لڑائی جھگڑے بھی درحقیقت قرآن سے دوری کا نتیجہ ہیں‘‘ (وحدت امت از مفتی شفیعؒ)

☆ آج کل ہمارے معاشرے میں یہ بات دیندار حضرات کی طرف سے آتی ہے کہ قرآن کریم کا مطالعہ یعنی اس کو ترجمہ کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔ کیونکہ قرآن کے مطالعہ کے لئے بہت سے علوم درکار ہیں اور عام آدمی کے دسترس سے یہ علوم باہر ہیں لہٰذا ایک عام آدمی بس خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہے اور ترجمہ کے ساتھ خود مطالعہ نہ کرے۔ اس کیلئے قرآن کی ایک آیت کے ایک نامکمل حصہ کو دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے

﴿ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ﴾ (سورة البقرة : ٢٦)

’’اللہ تعالیٰ اسی قرآن سے بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے‘‘

حالانکہ خود قرآن کریم کی یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ گمراہی اور ہدایت کس کو ملے گی:۔

﴿يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ﴾

(سورة البقرة : ٢٦)

"اسی قرآن سے اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور اسی سے بہت سو کو ہدایت بخشتا ہے اور گمراہ بھی کرتا ہے تو صرف نافرمانوں ہی کو۔"

☆ یہاں لفظ ''فاسق'' آیا ہے جسکے معنی ''حدود'' کو توڑنے والا، یہ آیت صاف طور پر بتا رہی ہے کہ اس قرآن سے گمراہی صرف ان ہی لوگوں کو ملے گی جو خود ہی غلط اور ٹیڑھے رستے پر چلنے کے لئے کمر بستہ ہوں، ہٹ دھرمی اور کج روی کا مظاہرہ کریں اور خود کو قرآن کے تابع بنانے کے بجائے قرآن کریم کو اپنا تابع بنانے کی کوشش کرتے ہیں، تو ایسے لوگوں کو کیونکر قرآن سے ہدایت ملے گی، ایسے لوگ تو گمراہی در گمراہی کا شکار ہوتے چلے جائیں گے......لیکن اس کے برعکس قرآن کا عام اعلان ہے کہ ''ھُدًی لِلنَّاسِ'' ''تمام انسانیت کے لئے ہدایت'' بس جو انسان چاہے وہ کوئی بھی ہو، مسلمان کی بھی قید نہیں، ہدایت کی نیت سے اس کو کھولے اور اس کا مطالعہ کرے گا تو (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ اتنا ظالم نہیں کہ اس کو گمراہ کردے۔ یہ بہت بڑی جسارت ہے جو غلط فہمی کی بنیاد پر کی جاتی ہے، جس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا واضح اعلان ہے کہ جو کوئی ہدایت کا طالب ہوگا اور اس کے لئے کوشش کرے گا تو ہم لازماً اس کو اپنے سیدھے راستے کی ہدایت دیں گے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

(سورة العنكبوت: ٦٩)

"اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے رستے دکھائیں گے اور اللہ تو نیکو کاروں کیساتھ ہے۔"

اس بات کو **مولانا عبد الکریم پاریکھ** (انڈیا) کہتے ہیں کہ:

''اسی طرح جو علماءِ حق حدیث وسنت کی مدافعت میں کوشاں ہیں، انہیں ان کی مساعی پر مبارکباد دیتے ہوئے بڑے ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ قرآن کو عوامی ہونے میں آپ حسبِ سابق اپنا تعاون جاری رکھیں اور عوام الناس میں علم قرآن کو کھل جانے دیں کیونکہ ہر علم کے جاننے والے جب لاکھوں، کروڑوں کی تعداد میں ہو جاتے ہیں تب اس علم میں دھوکہ بازی کسی کی بھی نہیں چل سکتی۔ مغالطہ یا غلط تاویلات اور من مانی وہیں چل پاتی ہے جہاں کسی کتاب کے جاننے والے دس پانچ ہوں اور بقیہ جہل میں مبتلا ہوں۔ اسے ایک سادہ مثال کے ذریعہ یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ جب دنیا میں پہلی بار موٹر کار تیار ہوئی تو بتایا جاتا ہے کہ موٹر بیچنے والی کمپنی خریدار کو ایک ایسا آدمی بھی ساتھ کر دیتی تھی جو موٹر کے تمام پرزوں کے بارے میں جانکاری رکھتا تھا اور موٹر کار چلانا بھی جانتا تھا۔ مگر کبھی کبھی ایسے آدمیوں نے موٹر مالک کی لاعلمی کے سبب پانی کی ٹنکی میں تیل کی ضرورت بتا کر خوب رقم وصول کر لی۔ لیکن آج تو کسی بھی شہر میں سینکڑوں مستری، ڈرائیور اور بہت سے خود موٹر کار کے مالک بھی اس فن سے واقف ہیں اور اب کوئی کسی کو دھوکہ دے کہ موٹر میں پانی کی ٹنکی میں تیل ڈالنے کا مشورہ ہرگز نہ دے گا۔ لیکن یہ سب اس وقت ہوتا ہے جب کوئی علم عام ہو جائے۔ پس میری گزارش ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت میں ہر جگہ متن کے ساتھ معنی بھی بتائیں جائیں تا کہ یہ کتاب عوام الناس میں علم وعمل کے لحاظ سے پھیل جائے۔''

(مولانا عبد الکریم پاریکھ (انڈیا) ، پسند فرمودہ سید ابو الحسن ندوی)

☆ آج یورپ اور امریکہ میں جو لوگ ایمان لا رہے ہیں ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو صرف قرآن پڑھ کر زندگی کی حقیقت کو پہچان رہے ہیں اور ہدایت کے نور سے سرفراز ہو رہے ہیں۔اس طرح یہ قرآن کریم کے کتاب ہدایت ہونے کی کھلی دلیل ہے۔اس حوالے سے چند مثالیں درجِ ذیل ہیں:۔

(i) علّامہ اسد (۱۹۲۵ء)

جرمنی میں مقیم تھے۔قرآن ان کے زیرِ مطالعہ تھا۔ایک دن ریل کے سفر کے دوران انہوں نے اوران کی بیوی نے محسوس کیا کہ جو لوگ سفر کر رہے ہیں (well off) ہونے کے باوجود سب نفسانفسی اور دنیاوی حوص کا شکار ہیں ۔ کافی سوچ و بچار کیا مگر اس کا جواب نہ مل سکا۔گھر واپس آن کر قرآن میں اس کا جواب تلاش کیا۔یکدم قرآن کی یہ آیات سامنے آگئی کہ

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُo حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ (سورۃ التکاثر 1.2)

''غافل کر دیا تم کو کثرت کی خواہش نے۔یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں''

بس قرآن کی یہ آیات ان کے ایمان لانے کا سبب بنیں۔

(ii) یوسف اسلام ۱۹۷۰ء (Cat Stevens)

امریکہ اور یورپ میں اپنے وقت کے مشہور و معروف گلوکار تھے اور ان کی شہرت آسمان سے باتیں کر رہی تھی لیکن دل کے سکون کی خاطر حق کی تلاش میں سرگرداں تھے۔بہت سے مذاہب کی کتابیں مطالعہ کی مگر کہیں پناہ نہیں ملی اور قرآن کا ترجمہ پڑھ کر اسلام کی پناہ میں آ گئے۔

(iii) ڈاکٹر مورس بوکائے :۔

مشہور و معروف سائنس دان تھے۔قرآن کریم کے سائنسی حقائق پڑھ کر دل کی دنیا بدل گئی اور پھر اپنی مشہور و معروف کتاب (The Bible,The Quran &

Science) لکھ کر ثابت کیا کہ موجودہ بائبل تضادات کا مجموعہ اور قرآن کے حقائق سائنس کے عین مطابق ہیں۔

(iv) (Paul O.Bartlett)

☆ یہ امریکی نومسلم ہیں کہتے ہیں کہ'' میری عمر **46** سال ہے۔میرے آباؤ اجداد کا تعلق مغربی یورپ سے ہے جبکہ میں امریکہ میں پیدا ہوا اور یہاں ہی پلا بڑھا۔میرے والدین پروٹسٹنٹ تھے اور اسی ماحول میں میری تربیت ہوئی۔بلوغت سے **30** سال کی عمر تک میں اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لئے عیسائیت ہی کے مختلف مسلکوں کو کھنگالتا رہا۔میں نے بائبل کو حرف بہ حرف پڑھا اور بار بار پڑھا۔اس دوران میرے اسکول کے زمانے کا ایک دوست نے بدھ مت کو اختیار کر لیا تو میں نے بھی بدھ ازم کا مطالعہ شروع کر دیا اور آخر کار میں نے بدھ مت کو اپنا لیا۔اس کے ساتھ ساتھ سالہا سال میں کتب بینی کرتا رہا اور اسی دوران میں نے قرآن کریم کا انگلش ترجمہ پڑھا۔ایک شام میں قرآن کریم کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اتفاقاً سورۃ الانعام کی آیت **38** کے ان الفاظ پر میری توجہ مرکوز ہوگئی کہ:۔

'' اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا حیوان یا دو پروں سے اڑنے والا جانور ہے اُن کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں۔ہم نے کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں کسی چیز کے لکھنے میں کوتاہی نہیں کی پھر سب اپنے رب کی طرف جمع کیے جائیں گے۔''

مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ایک پہاڑ مجھ پر آن گرا ہو۔چونکہ میں عربی نہیں پڑھ سکتا ،لہٰذا میں نے فوراً انگلش تراجم کھولے ،سب کا ایک ہی مطلب اخذ کیا جا سکتا تھا کہ روزِ محشر انسانوں کے ساتھ جانور بھی اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے کیونکہ میں جانوروں کا رسیا اور ان سے میرا قلبی لگاؤ رہا ہے تو میں نے یہ آیت پڑھ کر ہار مان لی اور اسلام قبول کر لیا۔

(۷) جاپان میں قرآن کی برکات:

جاپان میں عرب مسلمانوں نے ۵۰ء کے عشرے میں وہاں اسلام کو پھیلانے کی کوشش کی، مگر خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر ایک ترک پروفیسر کے مشورہ پر وہاں قرآن کریم کا ترجمہ جاپانی زبان میں لوگوں کو دیا گیا، چند سالوں میں ہی ہزاروں کی تعداد میں جاپانی مسلمان ہوگئے۔

اس کے علاوہ جتنے بھی بڑے بڑے مفکر، سائنسدان، فنکار، اداکار اور نامور شخصیات دنیا میں مسلمان ہوئی، ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو قرآن کا ترجمہ پڑھ کر اسلام لائے اور یہ تاریخ حضرت عمرؓ کے قرآن کی سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات سن کر ایمان لانے سے تا قیام قیامت جاری رہے گی۔

آخر میں ایک سوال ان لوگوں سے جو ایک عام مسلمان کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے اور اس کو تفسیر کے ساتھ سمجھنے سے منع کرتے ہیں کہ، کیا وہ اس عرب کے دیہاتی بدو کو جو بلکل جاہل ہو اور شاید کچھ سیاہ کار بھی ہو، قرآن کریم کی تلاوت سے اور نماز میں قرآن کریم کی سماعت سے بھی منع کردیں گے کہ اگر وہ تلاوت کرے گا یا سنے گا تو اس کو قرآن کریم براہ راست سمجھ میں آئے گا......؟؟ ہم سب جانتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں......!

تو پھر قرآن کریم سمجھنے کے حوالے سے لوگ عرب وعجم کا فرق کیوں کرتے ہیں کہ ایک جاہل اور سیاہ کار عرب بدو کو اگر قرآن کریم خود بخود غیر ارادی طور پر سمجھ آرہا ہو تو وہ گمراہ نہیں ہوگا اور ایک عجمی اگر ہدایت کی نیت سے قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر پڑھے گا تو گمراہ ہوجائے گا......؟؟ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

تدبّر

☆ قرآن کریم سے استفادے یا سمجھنے کا دوسرا درجہ ہے تدبر، تدبر کے معنی ہیں '' گہرا غور وفکر '' کرنا یعنی اس قرآن میں سے علم وحکمت کے موتی چن کر نکالنا، احکام کا استنباط کرنا اور پیش آمدہ فقہی مسائل کا حل ڈھونڈنا اور قرآن کریم کے حوالے سے الفاظ ومعانی کی بحث دیکھنا۔ اس کے لئے جان لیجئے کہ باقاعدہ علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے سولہ علم نہیں بلکہ سولہ ہزار علم بھی اس کی مکمل گہرائی کو سمجھنے کے لئے ناکافی ہیں۔

چنانچہ رسول ﷺ نے اسی لئے فرمادیا تھا کہ:۔

'' قیامت تک علماء اس سے کبھی سیر نہیں ہوسکیں گے، اور اس کے عجائبات بھی ختم نہ ہوسکیں گے۔'' (ترمذی)

لیکن اس تدبّر کے حوالے سے بھی مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ تغافل نہ برتیں بلکہ اس حوالے سے بھی اپنی استطاعت کے مطابق اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں

﴿ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا ﴾ (سورة محمد : ٢٤)

'' بھلا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگ رہے ہیں''

﴿ اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ ﴾ (سورة المومنون : ٦٨)

'' کیا انہوں نے اس کلام پر غور نہیں کیا۔؟''

﴿ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾

(سورة صٓ :٢٩)

'' یہ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بڑی بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہلِ عقل نصیحت پکڑیں۔''

چنانچہ اس **تذکّر** اور **تدّبر** کے فرق کو عوام الناس کے سامنے بالکل واضح نہ کرنے کی وجہ سے جو بھیانک نتائج عوام الناس کی قرآن کریم سے دوری کے نتیجے میں نکل رہے ہیں ،اس حوالے سے مولوی انیس احمدؒ کا اقتباس سامنے رہے جو مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے مدرسہ ’’ادارہ نظارۃ المعارف ‘‘ کے سند یافتہ اور فاضل ہیں اور اسیر مالٹا شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی تحریک ’’ریشمی رومال‘‘ کے رفیق کار ہیں، وہ کہتے ہیں کہ:

’’اس (تذکر اور تدبر) کی مثال یہ ہے کہ پانی سے اس زمانے میں بھاپ حاصل کر کے مختلف کام لئے جاتے ہیں اور ریل گاڑیاں وغیرہ چلائی جاتی ہیں۔ اس طرح پانی سے صرف وہ لوگ کام لے سکتے ہیں جو سائنس سے واقف ہیں، لیکن ہر شخص چاہے وہ کیسا ہی جاہل ہو، پانی سے اپنی پیاس بجھا کر زندگی برقرار رکھ سکتا ہے......سی طرح مذہبی ا اور روحانی زندگی کو قائم رکھنے لئے جس آب حیات کی ضرورت ہے اس کو ہر شخص خواہ وہ جاہل ہو یا عالم، قرآن کریم کے بحر ذخائر سے با آسانی حاصل کرسکتا ہے۔البتہ جو شخص جتنا زیادہ عالم ہوگا وہ علم وحکمت کے اتنے ہی زیادہ موتی اس سمندر سے حاصل کر سکے گا چونکہ ہم اس خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں کہ ہم بڑے عالم نہیں اور ہم قرآن کریم کے زیادہ نکات نہیں سمجھتے، اس لئے ہم کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس تباہ اور برباد کردینے والی غلطی کی وجہ سے ہم قرآن کریم سے محروم ہوتے جارہے ہیں اور ہماری مذہبی اور روحانی حیات کا خاتمہ ہورہا ہے......زندگی قائم رکھنے کیلئے جس چیز کی جس قدر ضرورت ہے اس کا میسر آنا بھی اللہ تعالیٰ نے اسی نسبت سے آسان کر دیا ہے، ہوا اور پانی کس آسانی سے مل سکتے ہیں۔اسی طرح حیاتِ ایمانی اور روحانی زندگی کی بقاء کیلئے جس تعلیم کی ضرورت ہے

وہ قرآن کریم میں نہایت صاف اور روشن طریقے سے موجود ہے اور ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔لیکن افسوس ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کو تو ہم سمجھ ہی نہیں سکتے‘‘ (انوار القرآن از مولوی انیسؒ)

(۳) قرآن کو دوسروں تک پہنچانا :۔

امت کے ہر فرد کا فریضہ ختم نبوت ﷺ کے طفیل میں یہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اس پیغام کو آگے تک پہنچائے:۔

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط﴾ (البقرة:١٤٣)

’’اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو
اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں۔‘‘

اس لئے اللہ کے رسول اللہ ﷺ ’’حجۃ الوداع‘‘ کے موقع پر ہم پر ذمہ داری لگا گئے کہ:۔

’’ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً‘‘

’’پہنچادو میری طرف سے اگر چہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو‘‘ (بخاری)

’’وَافْشُوْهُ ‘‘ ’’اس قرآن کو کو پھیلاؤ‘‘ (البھیقی)

اس فرض کے متعلق قیامت کے دن سوال ضرور ہوگا:

﴿فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (الاعراف:٦)

﴿’’تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے البتہ ضرور ہم اُن سے پوچھیں گے
اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔‘‘

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ج اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

وَاِنَّهٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ ۚ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ﴿الزخرف :٤٣-٤٤﴾

’’ پس تمہاری طرف جو وحی کی گئی ہے اس کو مضبوط پکڑے رہو بیشک تم سیدھے رستے پر ہو۔ اور یہ (قرآن) تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے نصیحت ہے اور لوگو تم سے عنقریب اس بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔‘‘

آخر میں ہم اپنی بات کو مولانا منظور نعمانیؒ کی اس نصیحت پر ختم کرتے ہیں:۔

’’ البتہ یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ قرآن سے ہدایت ونصیحت کا ’’ نور ‘‘ انہی خوش بختوں کو حاصل ہوگا جن میں ’’ تقویٰ ‘‘ ہو یعنی اللہ کا خوف اور عاقبت کی فکر ہو اور اسی کی بے چینی ان کو طلبِ ہدایت کیلئے قرآن کے پاس لانے والی ہو، نہ کوئی اور شوق، نہ کوئی دوسری غرض، ورنہ ہم اور آپ سب جانتے ہیں کہ ’’**ابو لھب**‘‘ وغیرہ تو آج کل کے ہر بڑے عالم دین سے بہتر قرآن کی زبان جانتا تھے، لیکن دل ایمان اور تقویٰ سے خالی تھا اس لئے بحرِ ہدایت سے ان کو ایک قطرہ بھی نہیں ملا ‘‘

(اقتباس از "اگر رسول ﷺ اس زمانے میں ہوتے " ۔ماھنامہ تدریس القرآن، کراچی)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کو سمجھ کر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ذخیرۂ آخرت بنائے ۔آمین!

’’ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّاوَّ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّ ارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ ‘‘

’’ اے اللہ! جو حق ہے اسے ہمیں حق کر کے دکھا اور اس کی اتباع کرنے کی توفیق نصیب فرما اور جو باطل ہے اسے ہمیں باطل کر کے دکھا اور اس سے ہمیں بچنے کی توفیق عطا فرما‘‘ ۔آمین!